شہرستانِ عشق و محبت کی شاہراہ پر

محبوبِ حقیقی کے عشق کا ایک جام کیف آفریں

سفرِ حجاز پر تشریف لے جاتے ہوئے
محمدی جہاز میں
شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ کی ایک تقریر

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

اکتوبر 1955ء

شہرستان عشق و محبت کی شاہراہ پر

محبوب حقیقی کے عشق کا ایک جام کیف آفریں!

محمدی جہاز میں حضرت مدنی مدظلہ کی ایک تقریر

"ذیل میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی مدظلہ کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے جو حضرت ممدوح نے سفر حجاز پر تشریف لے جاتے ہوئے محمدی جہاز میں مسافرانِ حجاز کے سامنے فرمائی۔"

(قیصر)

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہونا میں فضول اِس وجہ سے سمجھتا تھا کہ بڑے بڑے حضرات موجود ہیں، اور اُن کی برابر ہوتی رہی ہیں، میں نہ اعلیٰ درجہ کی تقریر کرسکتا ہوں اور نہ اِس میدان کا ماہر ہوں، اور میں اب کمزور بھی ہوگیا ہوں، مگر مجھ کو بار بار حکم دیا گیا، اِس لئے کچھ روشنی عبادت حج کے متعلق ڈالنا چاہتا ہوں:۔

میرے بزرگو! تمام عالم میں ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ آزاد رہے دوسرے کا تابعدار ہوکر نہ رہے کسی کی تابعداری اُس وقت ہوتی ہے جبکہ تابعداری پر مجبوری ہو، تابعداری کے تین اسباب ہیں:۔

(۱) ایک یہ کہ نفع کی اُمید ہو، بادشاہوں اور مالکوں کی تابعداری اسی وجہ سے کی جاتی ہے، کہ وہ نفع پہنچائیں گے اور حاجت رفع کریں گے۔

(۲) دوسرا سبب نقصان کا اندیشہ ہے، یعنی کسی شخص سے نقصان پہونچنے کا ڈر ہو کہ مارے گا، پیٹے گا، اگر اُس کی تابعداری نہ کی تو اس سے نقصان پہونچے گا۔

(۳) تیسرا سبب تابعداری کا، محبت ہے، کسی سے محبت ہو تو اُس کی محبت کی وجہ سے اس کی تابعداری کی جاتی ہے، محبوب اگرچہ کمزور ہو، اس سے نفع کی اُمید ہو نہ نقصان کا اندیشہ۔ دیکھو ماں، باپ، اولاد کی تابعداری کرتے ہیں، بچے جو مطالبہ کرتے ہیں، ماں، باپ اُس کو پورا کرتے ہیں، صرف محبت کی وجہ سے ماں باپ بچے کی تابعداری کرتے ہیں، اُس کی ہر بات کو مانتے ہیں، اور اُس کی پرورش کرتے ہیں حالانکہ ان کو بچہ سے نفع کی کوئی اُمید نہیں نہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ انسان محبوب کی تابعداری کرے، شاعر کہتا ہے:۔

"ان المحب لمن یحب یطیع"

تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو، اور اُس کے حکم کے خلاف کرتے ہو، یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے، عاشق کی تو شان یہ ہے۔

یدل ادنیٰ ہواہ ثم یکتم سرہ
ویخشع فی کل الامور و یخضع

حاصل کلام یہ ہے کہ تابعداری کے یہی تین اسباب ہیں، ایک کو دوسرے کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ میں یہ تینوں اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس قدر نفع کی اُمید ہے کہ دُنیا میں کسی سے نہیں، اللہ تعالیٰ سب کا مُربّی،

سب کا نگراں، سب کا پیدا کرنے والا، اور سب کا پالنے والا ہے، کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو، اس قدر نفع نہیں پہنچا سکتا، وللّٰہ ملک السمٰوات والارض، مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر۔ جسے چاہتا ہے شہنشاہ بنا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے غریب رکھتا ہے، سب کچھ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے، تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں سب اُسی کی ہیں۔ وما بکم من نعمۃ فمن اللّٰہ، اُس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، اس کی نعمتیں جو تم کو مل رہی ہیں اَن گنت اور بے شمار ہیں، تم جو مانگتے ہو وہ تم کو دیتا ہے۔ واٰتٰکم من کل ما سألتموہ اِس لئے اللہ تعالیٰ سے نفع کی اُمید جتنی تمام مخلوق کو ہے، اور ہو سکتی ہے اِتنی اور کسی سے نہیں، ہم دُنیاوی زندگی اور اخروی زندگی میں اللہ ہی کے محتاج ہیں۔ وہ ہر چیز کو محیط ہے، مطلع ہے، کوئی اس کے احاطہ سے خارج نہیں، اِسی طرح نقصان کا اندیشہ جتنا اس سے ہے اور کسی سے نہیں، جابجا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے تمہارے معبود ہیں اُن سب کے اندر نہ مالکیت نفع کی ہے نہ مضرت کی۔ افتعبدون من دون اللّٰہ ما لا ینفعکم شیئاً ولا یضرکم۔ خُدا کے سوا کسی سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں، اگر اللہ کسی کو نفع پہونچانا چاہے اور تمام مخلوق مل کر اس کو نقصان پہونچانا چاہے تو نقصان نہیں پہونچ سکتا، اور اگر خدا کسی کو نقصان پہونچانا چاہے اور سارا جہان مل کر بھی اُس کو نفع پہونچانا چاہے تو نفع نہیں پہونچ سکتا۔ حقیقۃً نفع کی اُمید اور نقصان کا اندیشہ اُسی سے ہے جس کو چاہے نواز دے، جس کو چاہے پادشاہ بنا دے، جس کو چاہے مریض بنا دے، مالک الملک ہے، جسے چاہے ہر طرح کی نعمتوں سے مالامال کر دے، جسے چاہے مصیبت میں ڈالدے جسے چاہے مصیبتوں سے نجات دیدے، ہر چیز کا جاننے والا۔ ہر ایک کو پالنے والا وہی خداوند کریم ہے۔ صفت مالکیت کی وجہ سے جنات اور ملائکہ پر بھی اُس کی تابعداری ضروری ہے۔ اس کی مالکیت ہر چیز پر ہے، تمام مخلوقات کو اس کی تابعداری کرنا ضروری ہے، اس کی صفتِ مالکیت کا تقاضا ہے کہ اس کی ہمیشہ تابعداری کی جائے کیوں کہ اس کو اگر راضی کیا جائے گا، تو ہر قسم کی نعمتیں پہونچیں گی اور اگر اس کو ناراض کیا جائے گا تو ہر ایک نقصان کا اندیشہ ہے۔ تیسری وجہ تابعداری کی محبت ہے، محبت کے چار سبب ہوتے ہیں: کمالؔ، جمالؔ، احسانؔ، قربؔ۔ کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے تو اُس سے اس کمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے ع:-

"کسب کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی"

اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز میں جس قدر کمال رکھتا ہے، دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا۔ دوسرا سبب جمال ہے، حُسن و جمال، بھی محبت کا سبب ہوتا ہے، سُورج، چاند، ستارے، فرشتے اور انسانوں میں مرد اور عورت میں جو بھی حسن اور جمال پایا جاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ دینے والا وہی چیز دے سکتا ہے جو خود اس کے پاس موجود ہو، اور جبکہ ہر ایک شئی میں جو کچھ بھی حسن و جمال ہے وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے تو خود خدا کے اندر حسن و جمال کا ہونا بلکہ سب سے زیادہ اور سب سے اکمل و اعلیٰ درجہ کا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے ان اللّٰہ جمیل ویحب الجمال۔ کسی میں کوئی جمال ہے تو اس کا مبداء ذات باری تعالیٰ ہے، چودھویں رات کے چاند میں جو جمال ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ہے، حیوانات، جمادات، فرشتے، انسان مرد اور عورتوں میں جو بھی حُسن و جمال ہے وہ سب اُسی کا ہے، جس مخلوق میں تھوڑا سا بھی حُسن ہوتا ہے اُس پر فریفتہ ہوتے ہیں، چکور کو چودھویں رات کے چاند سے محبت ہے، بُلبل کو گل سے، وہ خدا جس نے سب کو حُسن و جمال عنایت فرمایا ہے خود اُس میں جتنا حُسن و جمال ہے کسی چیز میں نہیں۔

(۳) تیسرا سبب محبت کا احسان ہے، الانسان عبد الاحسان کیا اللہ تعالےٰ کے احسان کے برابر کسی کا احسان ہو سکتا ہے

کیا اللہ جیسا محسن کوئی ہو سکتا ہے، ماں، باپ کو دیکھئے کہ ان کا احسان اپنی اولاد پر جتنا ہوتا ہے کسی کا نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اللہ کی صفتِ خالقیت کے مظہر ہیں، اللہ تعالےٰ کا احسان ہر انسان بلکہ ہر مخلوق پر جس قدر ہے کسی کا بھی نہیں، ہم کو ہمارے ماں باپ کو وجود سے نوازا، دیکھنے، چلنے، پھرنے کی طاقت سب اس نے دی، خدا کا احسان ہر مخلوق پر جب سب سے زیادہ ہے، تو چاہیئے کہ اس سے محبت بھی سب سے زیادہ اور اعلیٰ درجہ کی ہو، اُس جیسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسان کتنا بڑا ہے کہ اس کو پیدا کرنے سے پہلے زمین و آسمان اور اُس کی راحت کے تمام سازو سامان پیدا کر دیئے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھنّ سبع سمٰوات، یعنی انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی سے اس پر احسانات کی بارش فرمائی، پیدا کرنے کے بعد اس قدر احسانات کئے کہ ان کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں، واٰتاکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ اور صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ یہ سب کے سب تمہاری اطاعت کرتے ہیں، تمہاری خدمات میں لگے ہیں، بیگار ہیں، کوئی تم سے اپنی خدمات کی مزدوری طلب نہیں کرتا، بغیر اُجرت کے شب و روز تمہاری خدمات میں ہر ایک مخلوق لگی ہوئی ہے، چاہے آسمان میں ہو یا زمین میں، یہاں تک کہ فرشتے تمہاری خدمات کرتے ہیں، فرشتوں میں اعلیٰ درجہ کے مقرب فرشتے حاملین عرش بھی تمہارے لئے مسخر ہیں اور شب و روز دُعا گوئی کرتے ہیں۔ الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم و یستغفرون للذین اٰمنوا ربنا وسعت کل شئ رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم، ربنا وادخلھم جنات عدن التی وعدتھم ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریاتھم انک انت العزیز الحکیم وقھم السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ وذلک ھو الفوز العظیم۔ یہ فرشتے تمہارے لئے تمہاری اولاد کے لئے تمہاری بیویوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عام فرشتوں کو تمہارے لئے مسخر اور تابعدار بنا دیا وہ تمہاری خدمات کرتے ہیں، تمہاری حفاظت کرتے ہیں، بادلوں کو چلانا، پہاڑوں کی حفاظت کرنا دریاؤں کو چلانا، یہ سب کام اُن کے ذمے ہیں اور یہ ساری خدمات مفت بلا معاوضہ کرتے ہیں، تم سے اس پر تنخواہ یا اُجرت اور مزدوری نہیں طلب کرتے، اللہ تعالیٰ کا احسان انسان پر بالخصوص مسلمانوں پر جس قدر ہے اتنا کسی پر نہیں۔ اس لئے اگر احسان کی وجہ سے محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ سے کی جانی چاہیئے اور اُس جیسی محبت کسی سے نہ ہونی چاہئے

(۴) چوتھا سبب قُرب ہے، قرابت داری کی وجہ سے بھی محبت کی جاتی ہے، بیٹا قریب ہے باپ کا بلکہ جزو ہے، بھائی جزو ہے باپ کا، ماں باپ، اولاد وغیرہ کی محبت قرابت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے، اب دیکھو کہ خدا تمہارے کس قدر قریب ہے، تم خود بھی اپنی ذات سے اس قدر قریب نہیں ہو۔ لقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید وھو معکم اینما کنتم۔ اگر قرابت داری باعث محبت ہے تو اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ قریب ہے، مختلف آیتیں اس پر شاہد ہیں کہ انسان کا خود اپنے سے اور کسی انسان سے اتنا قُرب نہیں جتنا اللہ تعالےٰ سے ہے، وہ تمہاری روح سے متصل ہے، وفی انفسکم افلا تبصرون۔

میرے بھائیو! محبت کے یہ چاروں سبب اللہ تعالیٰ میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں، تو چاہیئے کہ اللہ کی محبت بھی ہر چیز سے زائد ہو، خدائے پاک کی دو صفتیں ہیں، جلال اور جمال۔

مالک نفع و نقصان ہونا صفتِ جلال کے ماتحت ہے، اور محبوب ہونا جمال کی وجہ سے ہے، جو عبادات محبّت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ ہے، اور جو مالکیت کی وجہ سے ہوتی ہیں اُن کا طریقہ الگ، مالکیت میں آداب و سنن کا لحاظ ضروری ہے عقل سے سوچ بچار کر کے ہر کام کو کیا جائے دو عبادتیں نماز اور زکوٰۃ صفتِ مالکیت کے ماتحت مقرر فرمائیں، نماز میں من اولہ الی آخرہ ہر جزو میں آداب کی صورت ہے، اس میں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی تو عتاب ہوگا، اسی طرح محبوبیت کا تقاضا ہے کہ محبوب و محبت کے طریقہ پر عمل کیا جائے

موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جاں و رواناں دیگر اند

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بے خودی پیدا ہو جائے، اس راہ میں جتنی بے خودی ہوگی اُتنا ہی کمال ہوگا

عشق چوں خام است باشد بستہ ناموس و ننگ
پختہ مغزانِ جنوں را کے حیا زنجیر پا است

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل، نزاکت، آراستگی اور ہوش سے نکل جائے عشق جب پورا ہوگا کہ اپنے آپ کو پروانے کی طرح محبوب پر نثار کر دے

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ جاں شد و آواز نیامد

عشق میں جس قدر بے خودی پائی جائے اُسی قدر محمود ہے ع

"عاشقاں را مذہب و ملّت جُداست"

جب پیت بھئی تب لاج کہاں سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دکھ درد پڑے تو کیا چنتا اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کے اندر ایسا عشق ہونا چاہئے جو نہ بلبل میں ہو نہ پروانے میں، نہ اور کسی کو ایسا عشق نصیب ہو۔

میرے بزرگو! روزہ اور حج، یہ دو عبادتیں صفت محبوبیت کی بنا پر مقرر کی گئیں، اور نماز و زکوٰۃ صفت مالکیت کی بنا پر، اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے پھر دوسروں سے بھی محبت کرتا ہے تو اسے جھوٹا کہتے ہیں۔

محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضہ ہے۔

فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً، اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے، پہلی منزل محبت کی ہے کہ محبوب کے سوا سب سے منہ پھیر لو، روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہمبستری کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ عام لوگوں کے لئے ہے، مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ذاتِ مقدسہ کے سوا سب کو چھوڑ دیں، غیر اللہ کو سامنے بھی نہ لائیں، یہ عشق کی پہلی منزل ہے، رمضان گذرا۔ شوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی، دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے دار و دیار کی طرف توجہ کی جائے، جہاں اس کا کوچہ ہے، جہاں اس نے دوسروں کو نوازا ہے وہاں جایا جائے، اس کے در و دیوار کے پاس پہونچا جائے، اور جمالِ محبوب کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، اس کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرا جائے، اس کے در و دیوار سے چمٹے اس کے سنگِ در کو بوسہ دیا جائے

امر علی الدیار دیار لیلیٰ
اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من نزل الدیارا

مجنوں کہتا ہے کہ میں دیارِ حبیب میں جب پہونچتا ہوں تو اس کے در و دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، اور مجھ کو ان در و دیوار نے مجنوں نہیں بنایا، بلکہ گھر والے نے من نزل الدیار نے مجنوں بنایا ہے۔

جس قدر دیارِ محبوب سے قریب ہوتے جاؤ آتشِ شوق بھڑکتی جائے

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

عاشق کو کہاں زیبا ہے کہ عشق ہو، اور لوگوں سے لڑے جھگڑے، اُس پر شہوت کا غلبہ ہو، اور معشوق کی نافرمانی کا صدور ہو، فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ عاشق ہمیشہ سرنگوں رہتا ہے عشق کا تقاضہ ہے کہ کسی امر میں کسی سے لڑائی، جھگڑا نہ ہو، اگر سچا عشق اور سچی محبت لے کر نکلے تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ جاؤ۔

میرے بھائیو! اللہ پاک کے گھر کی طرف جارہے ہو، اِس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی، ہمیشہ لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو، اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے؟ وہ تمہارے ہر حال کو دیکھتا ہے، اُسی کا نام لیتے ہوئے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک کہتے ہوئے چلو، یہ آواز بلند کرتے ہوئے، اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے، تواضع و سکون کے ساتھ چلو، جس قدر ممکن ہو صبح و شام، دوپہر چڑھتے ہوئے، اُترتے ہوئے، ہر حال میں لبیک اللھم لبیک الخ پڑھتے رہو۔ لاشریک لک بار بار کہا جاتا ہے (سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔)

سلے ہوئے کپڑے اتار دو، خوشبو بھی ترک کردو، دو کپڑے بغیر سلے ہوئے پہن لو، سر کو ننگا رکھو، جوتہ پہنو مگر پیر کے اُوپر کی ہڈی اُبھری ہوئی چھپنے نہ پائے، سُرمہ نہ لگاؤ، خوشبو نہ لگاؤ، بالوں کو نہ سنوارو، نہانا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے، خوشبو لگانا، بالوں کو اُکھیڑنا سنوارنا جائز نہیں، شکار مت کرو، غرض کہ دیوانوں کی صورت بناؤ، یہ چیزیں تو اُس کے لئے ہیں جو ہوش و حواس میں ہو، عشاق کو اتنا ہوش کہاں؟ ؎

نو بہار است جنوں چاک گریباں مددے
آتش افتاد بجاں جنبش داماں مددے

؎ ہمنے تو اپنا آپ گریباں کیا ہی چاک ÷ اسکو سیا سیا نہ سیا پھر کسی کا گیا

؎ عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

جس قدر مکہ معظمہ سے قریب تر ہوتے جاؤ دیوانگی اور جنون کے آثار بڑھتے جائیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ اور خانہ کعبہ میں آثار صفت جمالیہ ظاہر ہیں، ہم کورے ان بزرگوں کی اطاعت اور پیروی میں جو یہ آثار دیکھتے ہیں اللہ کے گھر کے گرد سات چکر لگاتے ہیں، صفا مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔

بہرحال یہ عبادت مظہرِ عشق ہے اور اللہ تعالیٰ محبوب، اس کے اندر اسباب محبت باتم الوجوہ پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی حقیقۃً محبوب ہیں، یہ حج اِسی لئے فرض کیا گیا کہ اسی محبوب حقیقی کے پروانے بنو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا۔ عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اُس کو غصہ آتا ہے اور وہ ناصح کو پتھر مارتا ہے۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جان کی قربانی دینے جارہے تھے تو راستہ میں تین جگہ ناصح نادان شیطان نے سمجھایا، باپ کے ساتھ کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے پتھر مارے، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت کے مینڈھے کو ذبح کرا دیا، یہ اب شریعت ہے کہ مینڈھے اور دُنبے کو ذبح کرنا گویا بیٹے کو ذبح کرنا ہے۔ (رونے کی آواز)

اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز و انکسار اختیار کرو، جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے، اس راہِ عشق کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اِس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُمت کے لئے بلکہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں، آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو، یا رسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دُعا فرمائیے، شفاعت فرمائیے، پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

میرے بھائیو! حج کے ایام میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوف عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے، ایسا وقت نہیں ملے گا۔

میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بے وقوفی کی وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت، کھانے پینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ (رونے کی آواز)

دیکھو بے وقوفی مت کرو، اس وقت کو بے کار شغلوں میں ضائع نہ کرو، اللہ اللہ کرو، تسبیح پڑھو، تلاوت کرو، درود پڑھو دُعا کرو۔ جبل رحمت کے پاس جانا ضروری نہیں، میدانِ عرفہ میں جہاں توبہ واستغفار کرو۔ بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت سے بیزار ہیں، ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ "داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ"۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کچھ کم کٹاتے تھے، ایک مٹھی سے کم کو کتروانا صورت وسیرت محمدیہ سے نفرت کرنا ہے۔

دیکھو سکھ ایک بال پر قینچی نہیں لگاتے، شرم سے مرجانا چاہیئے کہ مسلمان کو ایسا بڑا رسول ملا کہ کسی قوم کو نہیں ملا، اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے رسول کی صورت اور سیرت سے بیزاری کا اظہار کرے۔

میرے بھائیو! اس سے بچو، آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت کے عاشق بنو۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب ہیں اللہ کے، اگر ان کی اطاعت کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بنجائے گا، تم محبوبِ خدا بنجاؤگے۔

یحببکم اللہ اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔ تمہارا بیٹا تم کو بہت محبوب ہے، اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے سامنے آجائے تو بے اختیار تم کو اُس سے محبت ہوجاتی ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، اُن کی صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو، صورت اور سیرت کی تابعداری کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بنجائے گا۔

اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو، توبہ کرو، اُس سے مایوس نہ ہو، جب تک موت نظر نہ آئے توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں حتی الامکان کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے، جیسا کہ اس سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح بے باک بھی مت بنو اُس سے ہر وقت ڈرتے رہو، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے سوتے جاگتے، ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو، اگر ذکر کی عادت ڈالوگے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا۔ اور مرنے کے وقت آخری سانس تک ذکر جاری رہے گا، اور مرنے کے بعد جب اُٹھوگے، اور قیامت قائم ہوگی تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

دُعا کرو کہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔